Al-Qalam القلم

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:27, Issue:2, 2022, pp. 139-149

طمانیتِ قلب پر اعمال سیئہ کے اثرات: تحقیقی جائزہ

The effects of Sinful deeds on the Heart: An Analytical Review

Syeda Ayesha Rizvi
Ph.D. Institute of Islamic Studies,
Punjab University, Lahore, Pakistan

Prof. Dr. Muhammad Saad Siddiqui
Professor/ Director Institute of Islamic Studies,
Punjab University, Lahore, Pakistan

KEYWORDS

Sins weather, follower of Devil, Allah Almighty, remembrance of God

Date of Publication: 26-12-2022

ABSTRACT

Sins weather its minor or major, by committing it a person becomes the follower of Devil and His/her own evil desire. This makes a person disowned in the eyes of Allah Almighty as well as common people. Sin causes depravity in human intellect. Moreover, it resulted as divine wrath and curse. Sin is the army of Satan that distracts men from the Zikr (remembrance of God). Sinner helps Satan against his own self. Due to committing sins, Satan used to forget the success and blessings of day of judgment with the sake of ornaments and beauty of this world and put man into negligence. The signs of such negligence on human tongue, parts of body and heart can be seen as intensified by Satan attack instead of remembrance of God.

تمہید

گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، جب انسان ان کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ شیطان اور خواہش نفس کا پیرو کار بن جاتا ہے۔ جس سے وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ گناہ سے عقل میں فساد پیدا ہوتا ہے، مزید برآں گناہ غضب الٰہی اور لعنت کا باعث بنتے ہیں۔ گناہ شیطان کا لشکر ہیں، جو انسان کو ذکر الٰہی سے غافل کر دیتے ہیں۔ گناہ گار شخص اپنے خلاف خود شیطان کی مدد کرتا ہے۔ گناہوں کی وجہ سے شیطان دنیوی زیب وزینت کی خاطر آخرت کی فلاح وسعادت کو جلا دیتا ہے اور انسان کو غفلت میں ڈال دیتا ہے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ زبان، اعضاء اور دل پر یاد الٰہی کی بجائے شیطان کا حملہ زور پکڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام و قوانین اس لیے نازل کیے ہیں تا کہ ان کی پابندی کی جائے اور ان سے بال برابر بھی ادھر ادھر نہ ہوا جائے۔ انسان بہر حال کمزوریوں، کوتاہیوں اور لغزشوں کا مجموعہ ہے، اس لیے اس سے بھول چوک، غلطی یا نادانی ہو جاتی ہے، نتیجتاً وہ ''صراط مستقیم'' سے بھٹک جاتا ہے، اس غلطی کا نام ''سیئۃ'' ہے۔ [1]گناہ پر اصرار کرنے اور ہیشگی کی وجہ سے انسان کے دل میں گناہ حقیر اور معمولی بن جاتا ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مزید گناہ کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے، پھر یہی چیز اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں ذلت ورسوائی کا باعث بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ [2] جسے اللہ ذلیل کر دے، اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں:

> إنَّ المُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخافُ أنْ يَقَعَ عليه، وإنَّ الفاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبابٍ مَرَّ علَى أنْفِهِ[3]
>
> ترجمہ: مومن آدمی گناہ کو پہاڑ کی مانند تصور کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں وہ اس پہاڑ پر نہ گر جائے جب کہ فاسق و فاجر شخص گناہ کو مکھی کی مانند خیال کرتا ہے جو اس کی ناک پر بیٹھ گئی ہو اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اڑا دیا ہو''۔

گناہ نحوست اور قحط سالی کا سبب ہیں، انسان ہوں یا جانور تمام مخلوقات گناہ گار شخص کو نحوست کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ امام مجاہدؒ فرماتے ہیں: جب قحط پڑتی ہے اور بارش رک جاتی ہے تو چوپائے گناہ گار اور نافرمان بنی آدم پر لعنت کرتے ہوئے کہتے ہیں: هذا بشوم معصية ابن آدم [4] یہ اولاد آدم کے گناہ کی نحوست ہے۔

مسلسل گناہ کرنا اور کرتے ہی رہنا دل میں ٹیڑھ اور کجی پیدا کرتا ہے، اس ٹیڑھ اور کجی سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ گوشت پوشت کا ٹکڑا جو انسان کے اندر ہر دم حرکت میں رہتا ہے، اس میں کوئی مادی خرابی آجاتی ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی سوچ سمجھ اور توجہ کا رخ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔[5] قرآن میں ہے: فَلَمَّا زَاغُوٓا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوۡبَھُمۡ وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفَاسِقِیۡنَ[6] ترجمہ: "اور پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے، اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

گناہ کا اثر براہ راست دل پر پڑتا ہے کہ دل سے گناہ کا احساس اور قباحت ختم ہو جاتی ہے اور گناہ کرنا انسان کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے، پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ انسان یہ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے یا نہیں، کوئی اچھا کہے گا یا برا؟ حتی کہ یہ بدبخت خود لوگوں میں اپنے گناہ کی تشہیر کرتا پھرتا ہے اور اس پر فخر کا اظہار بھی کرتا ہے۔ یقیناً اس قسم کے لوگوں کو معاف نہیں کیا جائے گا اور ان پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے کیوں کہ ان میں گناہ کا احساس ختم ہو گیا اور توبہ کی توفیق سے محروم ہو گئے۔

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

> **كل أَمَّتِي مُعَافًى إِلاَّ الْمُجاهِرِينَ، وإِنَّ مِن الْمُجاهَرَةِ أَن يعمَلَ الرَّجُلُ باللَّيلِ عملاً، ثُمَّ يُصْبحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّه عَلَيْهِ، فيقُولَ: يَا فلانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْترهُ ربُّه، ويُصْبحُ يَكْشفُ سِتْرَ اللَّه عنه۔[7]**
>
> ترجمہ: "میری امت کو معاف کر دیا جائے گا مگر جو اعلانیہ گناہ کرتے ہیں (انہیں معافی نہیں ملے گی)۔ اعلانیہ گناہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص رات کے وقت گناہ کر رہا ہے باوجود اس کے کہ اللہ تعالی نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالا ہوا ہوتا ہے لیکن وہ صبح ہوتے ہی کہنے لگتا ہے کہ میں نے گزشتہ رات فلاں فلاں برا کام کیا، حالانکہ رات گزر گئی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپا رکھا تھا۔ لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود پر ڈالے گئے اللہ کے پردے کو کھولنے لگا"۔

گناہ کی وجہ سے دل کے اندر سے عزت اور حمیت کی حرارت بجھ جاتی ہے۔ دل کی زندگی، سرگرمی اور اس کی پاکیزگی کے لیے غیرت کا ہونا اتنا ضروری ہے، جیسے پورے بدن میں زندگی کی لہر دوڑنے کے لیے حرارت عزیزی کا ہونا ضروری ہے، اس غیرت اور اس کی سوزش اور آنچ سے دل کا زنگ اور میل خود بخود دھل جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَاتۡلُ عَلَیۡھِمۡ نَبَاَ الَّذِیۡۤ اٰتَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡھَا فَاَتۡبَعَہُ الشَّیۡطٰنُ فَکَانَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ۔۔ الخ[8] ترجمہ: "اور انہیں اس شخص کی خبر پڑھ کر سنا جسے ہم نے اپنی آیات عطا کیں تو وہ ان میں سے

صاف نکل گیا، پھر شیطان نے اسے پیچھے لگا لیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا، اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان کے ذریعے بلند کر دیتے مگر وہ زمین کی طرف جمٹ گیا اور اپنی خواہش کی پیچھے لگ گیا"۔

گناہ دلوں کو سیاہ کر دیتے ہیں

گناہ چھوٹا ہو یا بڑا؛ جب بار بار کیا جائے اور توبہ نہ کی جائے تو وہ پورے دل کو سیاہ کر دیتا ہے، جس طرح لوہا زنگ آلود ہونے کے بعد ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح گناہوں کی ظلمت کی وجہ سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے کہ باہر کی روشنی اندر اور اندر کی روشنی باہر نہیں جا پاتی، کیوں کہ ایمان کا شیشہ گرد آلود ہو کر سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> **إنَّ العَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ {كَلاَّ بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ}.** [9]
>
> ترجمہ: "بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے، جب باز آجائے اور معافی مانگ لے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ گناہ کرے تو داغ بڑھا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ سیاہ داغ اس کے پورے دل پر غالب آجاتا ہے، یہی وہ 'ران' ہے جس کا اللہ عزوجل نے ذکر فرمایا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُواْ يَكْسِبُونَ**[10] ترجمہ "ہرگز نہیں، بلکہ زنگ بن کر چھا گیا ہے ان کے دلوں پر جو وہ کماتے تھے"۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **وَ مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ**[11] ترجمہ "اور جو بھی تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت سی چیزوں سے در گزر کیا جاتا ہے"۔ ایمان کامل کا تقاضا ہے کہ انسان نہ صرف خود برائیوں سے دور رہے بلکہ دوسروں کو بھی روکتا رہے اور اگر روک نہیں سکتا تو کم از کم اسے دل میں برا ضرور سمجھے اور یہ ایمان کا کم از کم تقاضا ہے۔

گناہ سے شرم و حیا کا جنازہ نکل جاتا ہے

اطاعت الٰہی مضبوط قلعے کی مانند ہوتی ہے جس میں انسان کو جسمانی اور ایمانی حفاظت اور عزت نفس میسر ہوتی ہے جبکہ نافرمان کو یہ حفاظت میسر نہیں ہوتی بلکہ گناہ روح کو کمزور اور دل میں غیر اللہ کا خوف پیدا کر دیتی ہے۔

سیدنا ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إنَّ ممَّا أدرک النَّاسُ من کلامِ النُّبوَّةِ الأولَی: إذا لم تستحْیِ فاصنَعْ ما شئتَ [12]

ترجمہ: "گزشتہ انبیاء کا کلام جو لوگوں کو ملا، اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم وحیانہ رہی تو پھر جو دل چاہے وہ کرو"۔

گناہ سے انسان کا نفس حقیر ہوتا ہے، ذلت ورسوائی میں پڑ کر خوار ہوتا ہے اور اتنا ہی چھوٹا اور معمولی ہوتا ہے جتنی کوئی چھوٹی اور معمولی چیز ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا [13]

ترجمہ "بے شک وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ شخص ناکام رہا جس نے اس کو گناہوں میں دبادیا"۔

گناہ گار شخص گناہ کر کے اپنے نفس کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے کہ اس کا پتا اور نشان بھی نہیں ملتا اور اپنے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے خلائق سے منہ چھپاتا پھرتا ہے، اپنی نظر میں، اللہ کی نظر میں اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ الغرض گناہ سے نفس حد درجہ نکما اور ذلیل ہوتا ہے۔[14]

انسان فطری طور پر باحیا پیدا ہوا ہے اور بے لباس ہونا انسانی فطرت کے خلاف ہے، اس لیے جنت سے نکالے جانے کے بعد حضرت آدم اور حوا درختوں کے پتے سے ستر چھپانے لگے۔ اسی لیے شیطان بے لباس ہونا پسند کرتا ہے، جب کہ برہنہ رہنا جانوروں کی فطرت ہے اور کفار اسی فطرت کو پسند کرتے ہیں۔ اگر لباس پہنتے ہیں تو ایسا جو انہیں بے لباس ہونے سے بھی زیادہ بے حیا کر دے، کیوں کہ ان کی انسانی فطرت مسخ ہو چکی ہوتی ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا [15]

ترجمہ: "پھر شیطان نے ان دونوں کے لیے وسوسہ ڈالا، تا کہ ان کے لیے ظاہر کر دے جو کچھ ان کی شرمگاہوں میں ان سے چھپایا گیا تھا"۔

مسلسل گناہ کرنے سے حیا کا مادہ ختم ہو جاتا ہے، جب کہ دلوں کی زندگی کے لیے شرم وحیا کا ہونا ضروری ہے۔ یہی ہر خیر اور بھلائی کی جڑ ہے، اگر شرم وحیا جاتی رہے گی تو خیر و بھلائی بھی جاتی رہے گی۔[16]

نور علمی سے محرومی

محض لفظوں کو پڑھ لینے یا ان کا مفہوم سمجھ لینے کا نام علم نہیں ہے بلکہ صحیح علم کی پہچان یہ ہے کہ وہ انسان کو حقیقت کی راہ دکھائے اور گمراہیوں سے بچانے کا ذریعہ بنے۔ گناہوں کا رسیا انسان خواہ کتنے ہی لفظ پڑھ لیتا ہو اور اس کے معانی میں کتنے ہی لطیف اور باریک نقطے بیان یا ایجاد کر سکتا ہو، وہ علم کی برکت اور اس کے نور سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علم اللہ کا نور اور اس کا دیا ہوا اجالا ہے جس کو وہ دل اور ضمیر میں اتارتا ہے اور معصیت اس نور کو بجھا دیتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ[17] ترجمہ "اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تعالی تم کو حقائق کا علم دیتا رہے گا"۔

امام شافعی کا ارشاد ہے:

شَكَوْتُ إِلىٰ وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ وْصَانِيْ إِلىٰ تَرْكِ الْمَعَاصِيْ[18]

میں نے اپنے استاد وکیع سے اپنے خراب حافظے کی شکایت کی، انہوں نے مجھے نصیحت کی کہ معصیت اور گناہ کو چھوڑ دو۔

وحشت و گھبراہٹ

انسان سمجھتا ہے کہ سکون، آرام، مال و دولت اور آسائش دنیا میں ہے حالانکہ اصل سکون اور چین صرف اللہ تعالی کے ذکر، اس کی یاد اور اس کی اطاعت میں ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ[19] ترجمہ "آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔" گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہمیشہ بے چین و بے سکون رہتا ہے، ایسے شخص کو اگرچہ دنیا کی تمام آسائشیں مل جائیں لیکن جو اطمینان نیک کام کرنے، اللہ کا ذکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے، یہ اس سے محروم رہتا ہے، اسے عجیب وحشت اور گھبراہٹ کا احساس ہوتا ہے اور یہ وحشت و گھبراہٹ اسے کسی قسم کا آرام و سکون لینے نہیں دیتی کیوں کہ اس نے ایسی ذات کو بھلا دیا جس نے اسے پیدا کیا اور اس کے آرام و سکون کے لیے اس کائنات میں طرح طرح کی چیزیں پیدا کیں، یہ وحشت و گھبراہٹ اللہ سے دوری کے باعث ہی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ[20]

ترجمہ ”اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم انہیں اندھا اٹھائیں گے“۔

امن وسکون سے محرومی

کسی بھی معاشرے کی سب سے بڑی نعمت امن وسکون ہے۔ اگر ہر فرد جان ومال، عزت اور دین کے معاملے میں محفوظ ومامون ہو تو اس سے زیادہ خوش نصیب اور کوئی معاشرہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ مقام ایمان پر استقامت اور برائیوں سے بچے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ برے اعمال نہ صرف اپنا بلکہ معاشرے کا بھی سکون برباد کر دیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ معاشرے میں جس قدر برائیاں پھیلیں گی، معاشرے کا امن وسکون اتنا برباد ہوگا۔ جب لوگوں کے جان ومال اور عزت آبرو محفوظ نہیں ہوں گے تو ہر شخص اپنی عزت آبرو اور جان ومال کی حفاظت کے لیے بے چین اور پریشان ہوگا۔ گناہوں کی وجہ سے نہ صرف امن وسکون برباد ہوتا ہے بلکہ ہر وقت پریشانی، خوف اور مشکلات کے بادل اس علاقے پر چھائے رہتے ہیں اور ہر فرد کا دل اندر سے ڈرا ڈرا اور سہا سہا رہتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ [21]

ترجمہ ”تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں“۔

رزق اور روزی سے محرومی

مسند احمد میں درج ہے: إنَّ الرَّجلَ لیُحرم الرِّزقَ بالذنبِ یُصیبُہُ[22] ترجمہ ”معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے بندہ روزی تک سے محروم ہو جاتا ہے“۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالی کا تقوی اور پرہیز گاری اختیار کرنے سے روزی کے اندر افزائش ہوتی ہے، لہٰذا پرہیز گاری اور خدا کا خوف نہ ہونے سے فقر وفاقہ تیزی سے لاحق ہوتا ہے۔ معصیت نہ کرنے سے رزق جتنا زیادہ ہوتا ہے کسی اور چیز سے زیادہ نہیں ہوتا۔ گناہ کی وجہ سے وہ کتنا بھی کمائے، مطمئن نہیں ہوتا یا پھر اللہ تعالی اس سے رزق دور کر دیتا ہے یا کم کر دیتا ہے۔

موت ارادی میں کمزوری

یہ چیز بندے کے لیے اور بھی خطرناک ہے، اس سے موت ارادی میں کمزوری آتی ہے، برائی کا ارادہ طاقت پاتا ہے تو یہ ارادہ رفتہ رفتہ کمزور ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ توبہ کا یکسر خیال ہی دل سے نکل جاتا ہے اور اگر دل پر نیم مردگی

چھا گئی تو رجوع الی اللہ کا حوصلہ کہاں باقی رہے گا؟ کیوں کہ ایسے حال میں اگر توبہ استغفار کیا بھی تو زبان زیادہ تر جھوٹ اور دروغ گوئی کا شکار ہوگی۔ دل میں معصیت کی تہہ بہ تہہ سلوٹیں پڑی ہوں گی اور دل ہی کے کسی گوشے میں یہ خیال بھی انگڑائیاں لے رہا ہوگا کہ کہاں ایسا موقع ملے کہ گناہ کر گزرے، ظاہر ہے کہ یہ بھی ایک بڑی بیماری ہے جس سے ہلاکت یقینی ہے۔

ذلیل وخواری

گناہ اور معصیت سے بندہ اپنے رب کے سامنے ذلیل وخوار ہو جاتا ہے اور اس کی نظروں کے سامنے گر جاتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ [23] ترجمہ "اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں"۔ گناہ انسان کو خدا اور عوام کے نزدیک ذلیل ورسوا کر دیتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ گناہ گار کو فقط اپنے کیے کی سزا ملے گی بلکہ گناہ گار ذلیل ورسوا ہو جاتا ہے البتہ اگر انسان توبہ کرلے اور اطاعت الہی کو اپنا شیوہ بنالے تو مستغنی ہو جائے گا۔

فحاشی وبے حیائی

انسان سے گناہ کروانے کا سب سے بڑا موجب ابلیس ہے، کوئی انسان شیطان کے وسوسے کے حملے سے نہیں بچ سکتا کیوں کہ یہ انسان کے اندر خون کی مانند رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: إنَّ الشَّيطانَ يَجرى مِن ابنِ آدمَ مَجرى الدَّم [24] ترجمہ "شیطان انسان کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے"۔ چنانچہ شیطان انسان کے ہر معاملے میں اپنی طرف سے بھرپور مداخلت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ [25]

ترجمہ "بے شک وہ تم کو بے حیائی اور بری باتوں کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جو تم نہیں جانتے ہو"۔

یعنی شیطان انسان کو بے حیائی کے کاموں کو کرنے کا حکم دیتا ہے اور انہیں حرام کاریوں پر لگاتا ہے، شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو بہکائے اور نیک کاموں سے دور رکھے۔

ایمان کا خاتمہ

ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالی ،اس کے رسول ﷺ،اس کی کتابوں اور قیامت پر یقین رکھے۔شریعت کے تمام جزئیات کو مان لینا ایمان ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ[26]

ترجمہ "جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا،ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو،دوسرا یہ کہ فقط اللہ کیلئے کسی سے دوستی رکھے،تیسرے یہ کہ دوبارہ کافر بننا اس کو اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا"۔

خلاصہ بحث

گناہ انسان کے ایمان کا ڈاکو ہے اور چور وہیں ڈاکہ ڈالتا ہے جہاں مال ہو،ایمان کی دولت سے محروم کرنے کے لیے شیطان دل میں وسوسے ڈالتا ہے ،کافروں کے بارے میں شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کفر اور شرک پر جمے رہیں اور اہل ایمان کے بارے میں یہ کوشش ہوتی ہے کہ ایمان سے بھر جائیں،ان کا پیچھا کرتا ہے اور طرح طرح سے ستاتا ہے۔ایمانیات اور اعتقادات کے بارے میں شک ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔غرضیکہ ایمان کی جو جو شرائط ہیں، گناہوں میں ڈوبنے کی وجہ سے انسان شیطان کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر سب کو خلط ملط کر دیتا ہے،اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بتا کر ان کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسلامی تعلیمات پر سے ایمان ختم کر دیتا ہے اور انہیں گناہ کے کاموں کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ایمان کی فراست سے محروم لوگ اپنے فیصلوں کے وقتی نتائج پر خوش اور ابدی فضیحت اور دائمی رسوائی سے بے خبر ہوتے ہیں۔دھوپ کی تپش سے بھاگتے ہوئے آتش جہنم کی تپش میں جا گرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔اے عبد الرحمان شبیر بن نور، کبیرہ گناہوں کی حقیقت، نور اسلام اکیڈمی، لاہور، (۱۹۹۳)، ص:۱۳

Abd ul Rehman Shabeer bin Noor, Kabeera Gunahon ki haqeeqat, Nor e Islam Academy Lahore (1993), Pg#13

[2] ۔الحج، ۱۸:۲۲

Al-Hajj, 22: 18

[3] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، دار طوق النجاۃ، ط۔ا، (۱۴۲۲ھ)، ج:۸، ص:۶۷، رقم الحدیث:۶۳۰۸

Bukhari, Muhammad Bin Ismayel, Al jami Al Sahih, Kitab Al Da'wat, Baab Al-Taubah, Dar Tauq al Najat, Edition 1, (1422), Vol 8, Pg# 67, Hadith: 6308

[4] ۔ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابو بکر، الجواب الکافی، دار المعرفۃ المغرب، ط۔ا، (۱۴۱۸ھ)، ص:۵۸

Ibn e Qayyim AL jauziyah, Muhammad Bin Abu Bakr, Al Jawab Al kaafi, Dar al Ma'arifat al Maghrib, Edition 1, (1418), Pg# 58

[5] ۔اے عبد الرحمان شبیر بن نور، کبیرہ گناہوں کی حقیقت، ص:۳۸

A Abdur Rehman Shabeer bin Noor , Kabeera Gunahon ki haqeeqat, Pg# 38

[6] ۔الصف، ۵:۶۱

Al Saff, 61:5

[7] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، ج:۸، ص:۲۰، رقم الحدیث:۶۰۶۹

Bukhari, Muhammad Bin Ismayel, Al jami Al Sahih, Kitab Al Da'wat, Baab Al-Taubah, , Vol 8, Pg# 20, Hadith: 6069

[8] ۔الاعراف، ۱۷۵:۷

Al Aaraf, 7:175

[9] ۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، دار الغرب الاسلامی، بیروت، (۱۹۹۸)، ج:۵، ص:۲۹۱، رقم الحدیث:۳۳۳۴

Al Tirimzi, Muhammad Bin Eisa, Al sunnan, Dar al gharb Al Islami, Bairoot, (1998), Vol 5, Pg# 291, Hadith: 3334

[10] ۔ المطففین، ۱۴:۸۳

Al Mutaffifeen, 83: 14

[11] ۔الشوریٰ، ۳۰:۴۲

Al Shura, 42: 30

[12] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب اذالم تستحی فاصنع بماشئت، ج:۸، ص:۲۹، رقم الحدیث:۶۱۲۰

Bukhari, Muhammad Bin Ismayel, Al jami Al Sahih, Kitab Al Da'wat, Baab iza lam tastahyi…., Vol 8, Pg# 29, Hadith: 6120

[13] ۔الشمس، ۹:۹۱۔۱۰

Al Shams, 91: 9-10

[14] ۔ شیخ احمد بن حجر، معاشرے کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور، ص:۶۸

Sheikh Ahmad Bin Hajar, Muashre ki mohlak Bimariyan aur unka Ilaaj, Maktabah Quddosiyah, Urdu bazar Lahore, Pg# 68

[15] ۔ الاعراف،۷:۲۰

Al Aaraf, 7: 20

[16] ۔ اشرف علی تھانوی، حقیقت عبادت، مکتبہ اشرف المصارف، ملتان (۱۹۶۲)، ص:۶۳۱

Ashraf Ali Thanwi, Haqeeqat e Ibadat, Maktabah Ashraf Al Masarif, Multan, (1992), Pg# 631

[17] ۔ البقرۃ،۲:۲۸۲

Al Baqarah, 2: 282

[18] ۔ اے عبدالرحمان شبیر بن نور، کبیرہ گناہوں کی حقیقت، ص:۳۹

A Abdur Rehman Shabeer bin Noor , Kabeera Gunahon ki haqeeqat, Pg# 39

[19] ۔ الرعد۔۱۳:۲۸

Al Raad, 13: 82

[20] ۔ طٰہ،۲۰:۱۲۴

Taha, 20: 124

[21] ۔ النحل،۱۶:۱۱۲

Al Nahl, 16: 112

[22] ۔ احمد بن حنبل، الامام، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، باب ومن حدیث ثوبان، ط۔۱، (۱۴۲۱ھ)، ج:۳۷، ص:۶۸، رقم الحدیث: ۲۲۳۸۶

Ahmad Bin Hanbal, Al Imam, Al Musnad, Muasisa Al Risalah, Baab Wmin Hadis Soauban, Edition 1, (1421), Vol 37, Pg# 67, Hadith: 22386

[23] ۔ الحج،۲۲:۱۸

Al Hajj, 22: 18

[24] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب ھل یدرأ المعتکف، ج:۳، ص:۵۰، رقم الحدیث:۲۰۳۹

Bukhari, Muhammad Bin Ismayel, Al jami Al Sahih, Baab hal Yudra Al …., Vol 3, Pg# 50 Hadith: 2039

[25] ۔ البقرۃ،۲:۱۶۹

Al Baqarah, 2: 169

[26] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب حلاوۃ الایمان، ج:۱، ص:۱۲، رقم الحدیث:۱۶

Bukhari, Muhammad Bin Ismayel, Al jami Al Sahih, Baab Hilawat ul Eman, Vol 1, Pg# 12, Hadith:16